اجتہاد کا تاریخی پس منظر

(۸)

جناب مولانا محمد تقی امینی صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

مفسر کے مقابل مجمل ہے

مفسر کے مقابل مجمل ہے کہ جس سے نہ حکم واضح ہوا اور نہ واضح کرنیوالا کوئی قرینہ موجود ہو، اس میں تمام وہ شرعی اصطلاحات داخل ہیں جن کے لغوی معنی کچھ اور ہیں لیکن شریعت نے ان سے اصطلاحی معنی مراد لئے ہیں، مثلاً صلوٰۃ کے معنی لغت میں دعا، ہیں اور اصطلاح میں خاص عبادت زکوٰۃ کے معنی لغت میں بڑھنا ہیں اور اصطلاح میں مقررہ مقدار اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

اسی طرح مجمل وہ بھی ہے جس میں کئی معنوں کا ہجوم ہو اور وجہ ترجیح نہ موجود ہونے کی وجہ سے مراد و مقصود اصل لفظ سے نہ متعین ہو سکے جب تک اس کے بارے میں سوال و استفسار نہ ہو جیسے لفظ "عین" کے کئی معنی ہیں آنکھ، چشمہ، آفتاب وغیرہ جس جگہ یہ لفظ استعمال ہو اور کوئی ایک معنی مراد لینے کے لئے وجہ بھی نہ موجود ہو تو لامحالہ مراد متعین کرنے کے لئے سوال و استفسار کی ضرورت ہوگی۔

اسی طرح لفظ کے کئی معنی اگرچہ نہ ہوں لیکن وہ لفظ اس قدر کم استعمال ہونے والا کہ وضاحت و تشریح کے بغیر مراد نہ متعین ہو سکے [1] جیسے لفظ "ھلوع" اس آیت میں ہے جس کے معنی نہایت حریص و بے صبرا ہیں۔

---

[1]:- اصول السرخسی ج ۱ باب اسماء صیغۃ الخطاب الخ

ان الانسان خلق هلوعا (المعارج ع ۱) انسان جی کا کچا پیدا کیا گیا ہے۔

هلوع کی وضاحت وتفسیر کے لئے یہ دو آیتیں ہیں ۔

اذا مسه الشر جزوعا واذا مسه الخير منوعاً۔ جب اس کو برائی (ناگواری) پہونچتی ہے تو بے صبرا ہو جاتا ہے اور جب بھلائی (موافق حالات) پہونچتی ہے تو بے توفیقا ہو جاتا ہے۔

مجمل میں خفاء کے اسباب | مجمل میں خفی اور مشکل سے زیادہ خفاء ہوتا ہے جس کے تین سبب ہیں اور اجمالی کی وہی تین شکلیں بھی ہیں :-

(۱) مشترک معنی ہوں جس میں کسی ایک معنی کی تعیین کا کوئی قرینہ نہ ہو۔

(۲) شریعت نے لغوی معنی کے علاوہ خاص معنی مراد لیا ہو۔

(۳) لفظ اجنبی ہو اور زیادہ استعمال ہونے والا نہ ہو ۱؎

ان میں سے جو بھی ہو بیان وتفسیر کے بغیر مراد ومقصود کی تعیین نہیں ہوتی ہے۔

محکم | (۴) محکم وہ ہے جس سے حکم اس قدر واضح ہو کہ تاویل وتخصیص ابطال وتبدیل کسی کو نہ قبول کرے اس میں دین وشریعت کے اساسی اصول داخل ہوں گے۔ مثلاً ایمان وعبادت اور اخلاق وغیرہ یا وہ شرعی احکام داخل ہوں گے جنھیں تابید (ہمیشگی) کی قید موجود ہے جیسے پاکدامن عورتوں کو تہمت لگانے والے کے بارے میں ہے۔ ۲؎

ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا ۳؎ اور کبھی انکی شہادت نہ قبول کرو۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الجهاد ماض منذ بعثني الله الى ان يقاتل اخر امتي الدجال ۴؎ جہاد باقی رہے گا جب سے مجھکو اللہ نے رسول بنایا یہاں تک کہ میری امت کے آخر میں دجال سے

۱؎ عبدالوهاب خلاف علم اصول الفقه القاعدة الرابعة ۔ ۲؎ ایضاً ۳؎ نور ع ۱ ۔

۴؎ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد

مفسر اور محکم میں فرق

مفسر اور محکم میں فرق یہ ہے کہ مفسر میں نسخ کا احتمال ہوتا ہے اور محکم میں احتمال نہیں ہوتا۔ مفسر میں بھی نسخ کا احتمال نزول قرآن کے زمانہ تک ہے اس کے بعد مفسر محکم میں تبدیل ہو جاتا ہے کیونکہ نسخ کا زمانہ باقی نہیں رہتا اسی بنار پر محکم کی دو قسمیں کی جاتی ہیں۔

محکم کی دو قسمیں

(۱) محکم لذاتہ اور

(۲) محکم لغیرہ

(۱) محکم لذاتہ وہ ہے جو اپنی ذات کے لحاظ سے نسخ کے احتمال کو ختم کر دے جیساکہ اوپر مثالیں گذر چکی۔

(۲) محکم لغیرہ وہ ہے جن میں نسخ کا احتمال نزول قرآن کا زمانہ ختم ہونے کی وجہ سے نہ باقی رہے اس میں تمام مذکورہ صورتیں داخل ہوں گی[۱] جن میں پہلے احتمال تھا اور بعد میں ختم ہو گیا اس لحاظ سے پورا قرآن محکم ہو گا۔ اور اس میں نسخ بمعنی تبدیلی ذات کا احتمال نہیں ہے۔

محکم پر عمل واجب ہے اس کو ظاہر سے پھرانے یا اس میں تاویل و تبدیل کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

محکم کے مقابل متشابہ ہے

محکم کے مقابل متشابہ ہے کہ جس سے نہ مراد و مقصود کی وضاحت ہو اور نہ وضاحت کے لئے کوئی خارجی قرینہ موجود ہو۔ احکام شرعیہ میں چونکہ اس قسم کے متشابہ کا وجود نہیں ہے اس لئے یہاں اس پر بحث کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

تکرار کی صورتیں اور ان کا حکم

جیساکہ اوپر ظاہر نص مفسر اور محکم کی تفصیل سے معلوم ہوا ہے کہ یہ سب وضاحت میں ایک درجے کے نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں فرق ہے

[۱] عبد الوھاب خلاف علم اصول الفقہ۔

ٹکراؤ کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً ظاہر اور نص کا ٹکراؤ ہو تو نص پر عمل ہوگا ظاہر پر نہ ہوگا۔ قرآن حکیم میں ہے

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَاۤءَ ذٰلِکُمْ (۱) ان (محرمات) عورتوں کے ماسوا تمھارے لئے حلال ہیں۔

یہ آیت چار سے زیادہ عورتوں کے حلال ہونے میں ظاہر ہے لیکن دوسری آیت ہے

فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَاۤءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ (۲) جو عورتیں تمھیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو۔ دو دو سے خواہ تین تین سے خواہ چار چار سے

یہ چار تک محدود کرنے میں نص ہے لیکن ظاہر کے مقابلہ میں نص زیادہ واضح ہوتا ہے۔ اس لئے اسی پر عمل ہوگا۔

اسی طرح نص اور مفسر میں ٹکراؤ ہو تو مفسر پر عمل ہوگا نص پر نہ ہوگا جیسے رسول اللہ نے مستحاضہ (جسکو بیماری کی وجہ سے ماہواری کے علاوہ خون آتا ہو) کے بارے میں فرمایا

تتوضأ لکل صلوٰۃ (۳) وضوء کرے ہر نماز کے لئے۔

یہ حدیث ہر نماز کے لئے وضوء کرنے میں نص ہے جس میں احتمال ہے کہ ایک ہی وقت میں ہر نماز کے لئے علیحدہ علیحدہ وضوء کیا جائے یا ہر نماز کے وقت ایک وضوء کافی ہوگا۔ اگرچہ اس وقت میں کئی نمازیں پڑھی جائیں لیکن دوسری حدیث نے احتمال کو ختم کردیا۔

توضأی لوقت کل صلوٰۃ (۴) تو (مستحاضہ) ہر نماز کے وقت وضوء کرے۔

یہ مفسر ہے جس سے ہر نماز کے وقت ایک وضوء کافی ہونے کا ثبوت ملتا ہے اس بنا پر امام ابوحنیفہ کے نزدیک حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت ایک مرتبہ وضوء کرنا کافی ہوگا اس سے فرض و نفل وغیرہ جس قدر نمازیں وقت میں پڑھنا چاہئے پڑھ سکتا ہے اس مرض کی وجہ سے وضوء نہ ٹوٹے گا۔

---

(۱) النساء ع ۴ (۲) ایضاً ع ۱ (۳) عبداللہ بن مسعود۔ التلویح والتوضیح التقسیم الثالث فی ظہور المعنی الخ (۴) شرح مختصر الطحاوی وحاشیہ نور الانوار بحث المحکم۔

حکم کی وضاحت کے تحت چند اور اصطلاحیں

لفظ سے حکم کی وضاحت کے تحت ائمۂ مجتہدین کی یہ اصطلاحیں بھی آتی ہیں۔

(۱) مشترک و مؤول۔

(۲) حقیقت و مجاز اور

(۳) صریح و کنایہ

ہر ایک کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مشترک

(۱) مشترک وہ لفظ ہے جس کے دو یا کئی معنی ہوں اور ہر معنی کے لئے علیحدہ علیحدہ وضع کیا گیا ہو[۱]

اشتراک کی تین وجہیں

مثلاً لفظ قرءٌ کے دو معنی اور لفظ عین کے کئی معنی اوپر گذر چکے اور ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ ان کی وضع ہوئی ہے۔ دو یا زیادہ معنی میں اشتراک کی کئی وجہیں ہیں۔ مثلاً

(۱) قبیلوں کا اختلاف۔ بعض قبیلے ید (ہاتھ) پورے ہاتھ کو کہتے ہیں بعض ہتھیلی و بازو کو اور بعض صرف ہتھیلی کو کہتے ہیں۔ اہل لغت نے یہ اختلاف دیکھ کر لفظ ید (ہاتھ) کو ان تینوں میں مشترک قرار دیا۔

(۲) حقیقۃً ایک ہی معنی کے لئے وضع ہو۔ لیکن مجازاً دوسرے معنی میں استعمال ہونے لگا ہو۔ لفظ "صاع" لکڑی کا پیمانہ جو ناپنے کے لئے بنایا جاتا ہے لیکن اس سے ہر وہ چیز مراد ہوتی ہے جو اس میں سما سکے۔

(۳) لغت میں ایک معنی کے لئے وضع ہو لیکن شریعت کی اصطلاح میں دوسرے معنی مراد ہوں۔ صلوۃ دعا کے لئے وضع ہوا ہے اور شریعت میں خاص عبادت مراد ہے۔

---

[۱] صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود۔ التلویح والتوضیح۔ تعریف المشترک الخ۔

"طلاق" ہر قسم کی گلوخلاصی کے لئے وضع ہوا ہے اور شریعت میں بیوی کی گلوخلاصی مراد ہے
اشتراک اسم۔ فعل۔ حرف تینوں میں پایا جاتا ہے۔ اسم کی مثالیں اوپر دالی ہیں
فعل جیسے امر کا صیغہ وجوب اور استحباب دونوں کے لئے ہوتا ہے حرف جیسے واو عطف
اور حال دونوں کے لئے ہوتا ہے۔

عام اور مشترک کے درمیان فرق عام اور مشترک کے درمیان فرق یہ ہے کہ عام میں لفظ ایک ہی مرتبہ کئی معنوں کے لئے وضع ہوتا ہے اور مشترک میں لفظ ہر معنی کے لئے علیحدہ علیحدہ وضع ہوتا ہے نیز عام بیک وقت کئی معنوں کو شامل ہوتا ہے اور مشترک سے بالعموم ایک وقت میں ایک ہی معنی مراد لئے جاتے ہیں۔ بعض خاص صورتیں بیک وقت کئی معنی مراد لینے کی بھی ہیں لیکن انکا وجود بہت کم ہے اور ان میں فقہاء کے درمیان اختلاف بھی ہے۔

مشترک سے متعلق احکام یہ اشتراک اگر لغوی و اصطلاحی معنی میں ہے تو اصطلاحی معنی مراد ہونگے لغوی نہ مراد ہوں گے جیسے صلوۃ کے معنی عبادت مخصوصہ اور طلاق کے معنی بیوی کی گلوخلاصی ہیں۔ اگر لغوی معنی ہیں۔ اشتراک ہے تو اجتہاد کے ذریعہ کسی ایک معنی کی تعیین ضروری ہے۔ یہ اجتہاد علامت و قرینہ وغیرہ کے پیش نظر جس میں اختلاف کی گنجائش ہے جیسے لفظ "قرء" سے قرینہ کی بنا پر کوئی طہر مراد لیتا ہے اور کوئی حیض مراد لیتا ہے۔ اور اگر کوئی قرینہ نہ موجود ہو کہ جس سے کسی ایک معنی کی تعیین ہو سکے تو ایسی صورت میں مجتہدین کے تین قول ہیں۔

(۱) مشترک کے ایک سے زیادہ معنی مراد لینا جائز ہے بشرطیکہ کلام کے مفہوم میں کوئی دشواری نہ ہو خواہ کلام مثبت ہو یا منفی ہو۔ اکثر شوافع کا یہی مسلک جو عموم مشترک کے قائل ہیں۔

(۲) مشترک سے بہر صورت ایک ہی معنی مراد لینا جائز ہے خواہ مثبت کلام ہو

منفی کلام ہو۔ اکثر احناف کا یہی مسلک ہے جو عموم مشترک کے قائل نہیں ہیں۔

(۳) مشترک سے زائد معنی مراد لینا جائز ہے بشرطیکہ منفی کلام ہو مثبت کلام میں جائز نہیں ہے بعض احناف کا یہی مسلک ہے[۱] ہر ایک کے اپنے اپنے دلائل ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ احکام شرعیہ میں اس اختلاف کے اثر کی صورت یہ ہے۔ مثلاً

دو مثالوں کے ذریعہ وضاحت

قرآن حکیم میں ہے :-

ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل[۲] — جو مظلوم قتل کیا گیا ہو اس کے وارث کو ہم نے زور (اختیار) دیا ہے پس وہ قتل میں حد سے آگے نہ بڑھے۔

اس آیت میں لفظ سلطان (زور و اختیار) ہے جس میں قصاص (جان کا بدلہ جان) اور دیت (جان کی قیمت) دونوں کا احتمال ہے اکثر شوافع چونکہ عموم مشترک کے قائل ہیں اس بنا پر ان کے نزدیک وارث کو اختیار ہے کہ قاتل سے قصاص لے یا دیت وصول کرے۔ چنانچہ کتاب الام میں ہے۔

فایما رجل قتل قتیلاً فولی المقتول بالخیار ان شاء قتل القاتل وان شاء اخذ منہ الدیۃ وان شاء عفا عنہ بلا دیۃ[۳] — جس نے کسی کو قتل کر دیا تو اس کے وارث کو اختیار ہے چاہے تو قصاص لے چاہے دیت لے اور چاہے دیت لئے بغیر قاتل کو معاف کر دے۔

تائید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے۔

من قتل بعدہ قتیلاً فاھلہ بین خیرتین ان احبوا فالقتلوا وان احبوا فالعقل[۴] — جو شخص اس کے بعد کسی کو قتل کرے تو ورثاء کو دو قسم کے اختیار ہیں اگر چاہیں تو قتل اور چاہیں تو دیت وصول کر

---

(۱) علی بن ابی علی الآمدی الاحکام فی اصول الاحکام جز المقارنۃ لمسائل القیاس (۲) الاسراء ع ۴ (۳) محمد بن ادریس الشافعی کتاب الام ج۶ کتاب جراح العمد الحکم فی قتل العمد (۴) ترمذی و مشکوۃ کتاب القصاص۔

اکثر احناف چونکہ عموم مشترک کے قائل نہیں ہیں اس بنا پر ان کے نزدیک قصاص اور دیت کے درمیان اختیار نہیں صرف قصاص واجب ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے۔

وهو واجب ولیس للولی اخذ الدیۃ الا برضا القاتل (۱)

متعین طور پر قصاص واجب ہے، وارث کو قاتل کی رضامندی کے بغیر دیت لینا جائز نہیں ہے۔

تائید میں قرآن حکیم کی یہ آیت ہے۔

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ (۲)

اے ایمان والو تمہارے اوپر مقتولین میں قصاص فرض کیا گیا ہے۔

اس آیت میں صرف قصاص کا ذکر ہے دیت کا ذکر نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ متعین طور پر قصاص ہی واجب ہے۔

اسی طرح لفظ "مولی" کے کئی معنی ہیں آقا و مالک۔ آزاد کرنے والا۔ آزاد شدہ غلام چچازاد بھائی وغیرہ اب اگر کسی شخص نے موالی (مولی کی جمع) پر وقف کیا اور کسی کو متعین نہیں کیا اتفاق سے اس کے آزاد کرنے والے آقا اور آزاد شدہ غلام دونوں موجود ہیں تو ایسی صورت میں شوافع چونکہ عموم مشترک کے قائل ہیں اس بنا پر ان کے نزدیک مال دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا اور احناف عموم مشترک کے قائل نہیں ہیں اس بناء پر صرف آزاد شدہ غلام پر مال وقف ہوگا۔ کیونکہ وہ نسبتہً زیادہ مستحق اور قابل رحم ہے۔

(یہ مثال محض سمجھانے کے لئے ہے اس مسئلہ کی ضرورت اب نہیں رہی)

مؤول | مشترک کے مقابل مؤول ہے۔ مشترک کے مختلف معنوں میں سے کسی ایک معنی کو ترجیح حاصل ہو جائے تو وہ مؤول بن جاتا ہے (۳)

یہ ترجیح کئی طرح سے حاصل ہوتی ہے مثلاً خبرِ واحد۔ قرینہ۔ سیاق و سباق لفظ میں

---

(۱) برہان الدین مرغینانی ہدایہ ج ۴ کتاب الجنایات (۲) البقرہ ع ۲۲ - (۳) صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود التلویح والتوضیح تعریف المشترک الخ -

غور و فکر اور مجتہد کا اجتہاد وغیرہ ترجیح کے بعد اس معنی کے بارے میں ظن غالب حاصل ہو جاتا ہے جس پر عمل واجب ہے۔ جیسے لفظ "قرءٌ" کسی امام نے قرینہ کی بنار پر طہر کے معنی لئے اور کسی نے حیض کے معنی کو ترجیح دی جس کے بعد یہ لفظ مؤول بنگیا اور ہر ایک کے نزدیک اس کے قول کے مطابق اس پر عمل واجب قرار پایا۔

حقیقت ومجاز

(۲) "حقیقت" وہ ہے کہ لفظ جس کے لئے وضع کیا گیا اس میں وہی مراد ہو۔ اور مجاز وہ ہے کہ لفظ جس کیلئے وضع کیا گیا اس میں وہ مراد نہو۔ بلکہ کوئی اور دوسرا جو اسکے مناسب ہو، مراد ہو[۱] جیسے صلوۃ دعار کیلئے حقیقت ہے اور نماز کیلئے مجاز ہے۔ حقیقت ومجاز میں جہت وحیثیت کا بھی لحاظ ہوتا ہے جسکی بنار پر حقیقت مجاز اور مجاز حقیقت بن جاتا جیسے شرعی اصلاح کی حیثیت سے دیکھا جائے تو "صلوۃ" نماز کیلئے حقیقت ہے اور دعار کیلئے مجاز ہے جس طرح لغوی حیثیت سے اس کے برعکس۔ حقیقت سے مجاز مراد لینے کے لئے دونوں کے درمیان مناسبت ہونا ضروری ہے جیسے نماز اور دعار کے درمیان مناسبت ہے۔

حقیقت ومجاز سے متعلق چند احکام

"حقیقت" میں لفظ جس کے لئے وضع کیا جاتا وہ اس سے جدا نہیں ہوتا اور مجاز میں لفظ سے جو مراد لیا جاتا وہ اس سے جدا ہو جاتا ہے مثلاً "اب" باپ کیلئے وضع کیا گیا ہے یہ کہنا صحیح نہیں کہ وہ باپ نہیں ہے جَدّ (دادا) کو "اَبٌ" مجازاً کہا جاتا ہے یہ کہنا صحیح ہے کہ وہ باپ نہیں ہے۔

"حقیقت" پر عمل ممکن ہو تو مجازی معنی کا اعتبار نہیں ہوتا۔ امام شافعیؒ اس میں وسعت سے کام لیتے ہیں مثلاً

ولا تنکحوا ما نکح آباءکم من النساء[۲] ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا۔ عل زوجیت۔

---

(۱) محمد بن احمد السرخسی۔ اصول السرخسی جزار فصل فی بیان الحقیقۃ والمجاز (۲) النسار ع ۳

آیت میں امام ابوحنیفہ کے نزدیک نکاح سے مراد ہے عمل زوجیت عقد نکاح نہیں ہے کیونکہ نکاح کے حقیقی معنی ضم (ملاپ) ہے جو عمل زوجیت میں پایا جاتا ہے اور مجازی معنی عقد نکاح ہے جو ضم (ملاپ) کا سبب ہے۔ اس طرح لغوی حیثیت سے نکاح کی حقیقت عمل زوجیت ہے اور عقد نکاح مجاز ہے، شرعی حیثیت سے عقد نکاح حقیقت ہے اور عمل زوجیت مجاز ہے اس جگہ امام شافعی نے نکاح کے معنی عقد نکاح لیا ہے جس کی بناء پر سسرالی رشتہ کی جو حرمت ثابت ہوتی ہے وہ زناء سے نہ ثابت ہوگی کیونکہ عقد نکاح اس میں نہیں پایا جاتا اور امام ابوحنیفہ نے نکاح کے معنی اس جگہ عمل زوجیت لیا ہے جس کی بناء پر زناء سے ہی سسرالی رشتہ کی حرمت ثابت ہو جائے گی۔

حقیقت و مجاز دونوں ایک لفظ اور ایک محل میں مراد نہیں لئے جا سکتے ہیں۔ امام شافعی اس میں بھی وسعت سے کام لیتے ہیں۔ مثلاً قرآن حکیم میں ہے۔

اولامستم النساء [1] یا تم عورتوں کو چھوؤ

لامستم لامسۃ سے ہے جس کے معنی چھونا۔ یہ ہاتھ سے چھونے میں حقیقت ہے اور عمل زوجیت میں مجاز ہے۔ امام شافعی کے نزدیک، چونکہ حقیقت و مجاز دونوں جمع ہو سکتے ہیں اس بناء پر عورتوں کو چھونے سے بھی وضوء ٹوٹ جائے گا۔ اور مجبوری کی حالت میں تیمم اس کا قائمقام ہوگا اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں نہیں جمع ہوتے ہیں اس بناء پر مجازی معنی مراد ہوں گے چنانچہ ان کے نزدیک عورتوں کے چھونے سے وضو نہ ٹوٹے گا کہ جس کے قائمقام تیمم ہو۔ ہر ایک کے اپنے دلائل ہیں جن کو اصول فقہ کی کتابوں میں دیکھنا چاہئے۔

حقیقت سے مجاز مراد لینے کی چند صورتیں حقیقت کو لینا جب دشوار ہو یا حقیقت لینا ترک کر دیا گیا ہو تو دونوں صورتوں میں "مجاز" مراد لیا جائے گا۔ جیسے کسی شخص نے قسم کھائی کہ کھجور

---

[1] المائدہ ع

کا درخت نہ کھائے گا تو ظاہر ہے کہ نفس درخت کھانا دشوار ہے اس بنا پر اس کا پھل مراد ہوگا اور اگر پھل دار نہ ہو تو اس کی وہ قیمت (اس سے خریدی ہوئی چیز) مراد ہوگی جو بیچنے سے حاصل ہو۔ اسی طرح کسی نے قسم کھائی کہ فلاں شخص کے گھر میں قدم نہ رکھیگا تو اس سے داخل ہونا مراد ہوگا کیونکہ داخل ہوئے بغیر قدم باہر سے گھر میں رکھدینا ایسی حقیقت ہے جو ترک کردی گئی ہے۔

حقیقت اگرچہ مستعمل ہو لیکن مجاز متعارف ہونے کی وجہ سے زیادہ مستعمل ہو تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک حقیقت مراد لینا زیادہ بہتر ہے جبکہ امام ابویوسف و محمد (صاحبین) کے نزدیک مجاز مراد لینا زیادہ بہتر ہے مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ یہ گیہوں نہ کھائے گا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک گیہوں (بالکل یا بھون کر کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی کیونکہ گیہوں اگرچہ مستعمل ہے لیکن متعارف اور کثیر الاستعمال گیہوں کی روٹی ہے حقیقت درج ذیل صورتوں میں متروک ہو جاتی ہے

(۱) عرف و عادت میں اس کا استعمال نہ باقی ہو جیسے صلوٰۃ کا استعمال دعا میں متروک ہے

(۲) خود لفظ کی دلالت سے ظاہر ہو کہ حقیقت مراد نہیں ہے جیسے لحم (گوشت) سے مچھلی کا گوشت نہیں مراد ہوتا۔

(۳) اندازہ کلام سے ظاہر ہو کہ حقیقت مراد نہیں ہے جیسے :۔

فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر [1] جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔

کلام کے انداز سے ظاہر ہے کہ یہاں زجر و توبیخ مراد ہے حکم (اختیار) مراد نہیں ہے

(۴) متکلم کی صفت و حالت سے ظاہر ہو کہ حقیقت مراد نہیں ہے جیسے اللھم اغفرلی

---

[1] الکہف ع ۴۔

دے اللہ مجھے بخشدے) بندہ محتاج ہے اللہ کو وہ حکم کیسے دے سکتا ہے اس بنا ر پر یہاں درخواست وسوال مراد ہے حکم مراد نہیں ہے۔

(۵) محل کلام سے ظاہر ہو کر حقیقت مراد نہیں ہے جیسے

انما الاعمال بالنیات [۱] اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

حقیقی معنی تو یہ ہیں کہ نیت کے بغیر کسی عمل کا وجود ہی نہ ہو یہ خلاف واقعہ ہے اور محل کلام بھی اس کی اجازت نہیں دیتا اس بنا ر پر مجازی معنی مراد ہوں گے یعنی ثواب الاعمال یا حکم الاعمال (اعمال کا ثواب یا اعمال کا حکم) نتیوں پر ہے۔

حقیقت ومجاز عام وخاص دونوں ہوتے ہیں | حقیقت ومجاز عام وخاص دونوں ہوتے ہیں یعنی جس طرح اصل وضعی معنی عام اور خاص دونوں میں مراد ہوتے ہیں اسی طرح مجازی معنی بھی عام اور خاص دونوں میں مراد ہوتے ہیں۔ بعض شوافع کے نزدیک مجاز عام نہیں ہوتا بلکہ خاص ہی ہوتا ہے اسی بنا ر پر درج ذیل صورت میں اتفاق کے باوجود احناف وبعض شوافع کے درمیان اس کی توجیہ میں اختلاف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لاتبیعو الدرھم بالدرھمین ولا الصاع بالصاعین [۲] ایک درہم کو دو درہم کے بدلہ اور ایک صاع کو دو صاع کے بدلہ نہ بیچو۔

دوسری روایت ہے:-

لایصلح صاع تمر الصاعین ولا درھم بدرھمین [۳] ایک صاع بھر کھجور دو صاع کے بدلہ اور ایک درہم دو درہم کے بدلہ کی صلاحیت نہیں رکھا

---

(۱) بخاری صحیح احدیث انما الاعمال الخ - (۲) ملا علی قاری۔ شرح مختصر المنار۔
(۳) ابن ماجہ۔ البیوع عن محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابی سعید الخدری

حدیث میں صاع (لکڑی کا پیمانہ) حقیقۃً مراد نہیں ہے کیونکہ یہ صاع ان چیزوں میں داخل نہیں جن میں کمی بیشی سے سود لازم آئے اور جس کی بناء پر ایک کی بیع دو کے بدلہ ناجائز قرار پائے بلکہ صاع سے اس کے مجازی معنی مراد ہیں جس میں وہ تمام چیزیں داخل ہیں جو صاع سے ناپ کر بیچی اور خریدی جاتی ہیں اور جن میں کمی بیشی سے سود لازم آتا ہے۔ بعض شوافع کے نزدیک چونکہ مجاز میں عموم نہیں ہوتا اس بناء پر حدیث میں صاع کو مجازی معنی میں عام نہیں مراد لیتے بلکہ اس کی توجیہ اس طرح کرتے ہیں۔

لاتبیعوا الطعام الحال فی الصاع بالطعام الحال فی الصاعین	اس غلہ کو جو ایک صاع میں سمائے اس غلہ کے بدلہ نہ بیچو جو دو صاع میں سمائے۔

اصل حکم میں کوئی اختلاف نہیں صرف حکم کی توجیہ میں اختلاف ہے وہ بھی امام شافعی سے نہیں بلکہ ان کے بعض مقلدین سے اختلاف ہے۔ [1]

صریح وکنایہ | صریح وہ ہے کہ لفظ کے استعمال میں اس کے معنی و مراد بالکل ظاہر اور کھلے ہوں اور کنایہ وہ ہے کہ لفظ کے استعمال میں اس کے معنی و مراد ظاہر اور کھلے نہ ہوں۔ نص اور ظاہر بھی "صریح" جیسے ہوتے ہیں اسی طرح خفی اور مشکل کنایہ جیسے ہوتے ہیں۔ لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ صریح اور کنایہ میں استعمال کا لحاظ ہوتا ہے اور نص وخفی وغیرہ میں متکلم کے قصد یا قرائن کا لحاظ ہوتا ہے۔ صریح کی مثال بیوی سے کوئی کہے۔ انت طالق (تجھکو طلاق ہے) کنایہ کی مثال ضمیریں ہو۔ انا۔ انت وغیرہ ہیں۔

صریح وکنایہ کے احکام | صریح پر عمل واجب ہے اس میں نیت کی ضرورت نہیں ہے۔

---

(۱) محمد بن احمد سرخسی۔ اصول السرخسی جز ۱ فصل فی بیان الحقیقۃ والمجاز۔ صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود۔ التلویح والتوضیح بحث الحقیقۃ والمجاز (ملا جیون شیخ احمد۔ نور الانوار بحث الحقیقۃ والمجاز۔

مثلاً کوئی سبحان اللہ کہنا چاہتا تھا۔ اور اس کی زبان پر انت طالق (تجھکو طلاق ہے) آگیا تو عدالت سے طلاق ہی کا فیصلہ ہوگا کیونکہ عدالت ظاہر بات پر فیصلہ کی مکلف ہے نیت کا معاملہ تو بندہ اور اللہ کے درمیان ہے۔

کنایہ پر عمل واجب ہونے کے لئے نیت یا قرینہ کی ضرورت ہوگی صرف الفاظ کافی نہ ہوں گے، مثلاً کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے انت بائن (تو علیحدہ ہے) تو طلاق کے لئے نیت یا نیت کے قائمقام حال کی دلالت کا اعتبار ہوگا مثلاً غصہ کی حالت میں یہ الفاظ کہے یا طلاق کا ذکر و تذکرہ ہو رہا ہو اس وقت یہ الفاظ زبان سے نکالے۔

"صریح" کلام میں اصل ہے اور کنایہ میں ایک قسم کی کمی پائی جاتی ہے۔ اسی بنا پر شبہات سے جو احکام ثابت نہیں ہوتے وہ کنایہ سے نہ ثابت ہوں گے مثلاً حدود و کفارات (یہ اللہ کے حق ہیں) کے ثبوت کے لئے صریح الفاظ کی ضرورت ہے کنایہ کے الفاظ کافی نہیں ہیں۔ کسی نے زنا، چوری وغیرہ کا اقرار کنایہ سے کیا تو اس پر حد (مقررہ سزا) واجب نہ ہوگی اسی طرح گونگے نے اشارہ سے اقرار کیا تو اس پر بھی حد (مقررہ سزا) نہ واجب ہوگی کیونکہ اشارہ سے اقرار "صریح" کے قائمقام نہیں ہوتا۔

صریح و کنایہ گویا حقیقت و مجاز ہی کی دو قسمیں ہیں لیکن بعض مسائل چونکہ صریح و کنایہ کے نام سے متعلق ہیں اس لئے علیحدہ ذکر کرنے کی ضرورت ہے۔ [1]

(ب) لفظ سے حکم کا ثبوت۔

ثبوت حکم کے کئی درجے | لفظ سے ثبوتِ حکم کے کئی درجہ ہیں۔

(۱) واجب

(۲) مندوب

---

(۱) اصول السرخسی جزء ا فصل فی بیان الصریح والکنایہ۔ شیخ احمد ملاجیون۔ نور الانوار مبحث الصریح والکنایہ

(۳) مباح

(۴) حرام اور

(۵) مکروہ

واجب | (۱) واجب وہ ہے جس میں کسی فعل کے کرنے کی تاکید کبھی خود لفظ سے معلوم ہوتی ہے جیسے نماز روزہ، زکوٰۃ، حج اور والدین کی خدمت وغیرہ کے لئے امر کے الفاظ استعمال کئے گئے جن سے تاکید مقصود ہے۔ اور کبھی خارجی قرینہ سے معلوم ہوتی ہے مثلاً جملہ خبریہ سے قرینہ کی بنا پر تاکید مقصود ہو۔ قرآن حکیم میں ہے۔

والمطلقات یتربّصن بانفسهن ثلثة قروء ؑ ۱ | اور طلاق والی عورتیں اپنے کو تین میعادوں (حیض) تک انتظار میں رکھیں۔

والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا ؑ ۲ | جن کی وفات ہو جائے اور بیویاں چھوڑیں تو وہ اپنے کو چار ماہ دس دن تک انتظار میں رکھیں

ان آیتوں میں اگرچہ جملہ خبریہ استعمال کیا گیا ہے لیکن مختلف وجوہ کی بنا پر عدت کی اہمیت ہے وہ بجائے خود تاکید مقصود ہونے کا قرینہ ہے۔

احناف کے نزدیک فرض اور واجب کے درمیان فرق ہے وہ یہ کہ فرض کا ثبوت قطعی دلیل سے ہوتا اور واجب کا ثبوت ظنی دلیل سے ہوتا ہے جس کی بنا پر فرض میں کرنے کی تاکید واجب کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی اور ترکِ فرض سے عمل باطل ہو جاتا ہے جبکہ ترکِ واجب سے اس کی تلافی کی شکل (مثلاً نماز میں سجدہ سہو) نکل آتی ہے۔

مندوب | (۲) مندوب (مستحب وہ) ہے جس میں کوئی فعل مطلوب ہو لیکن تاکید مقصود نہ ہو

ؑ۱ البقرہ ع ۲۸ ؑ۲ البقرہ ع ۳۰

38205
16.1.79

تاکید کے بغیر فعل کی طلب کبھی خود الفاظ سے معلوم ہو جاتی ہے مثلاً لیسن کذا (سنت اس
طرح ہے) یا یندب کذا (مستحب اس طرح ہے) وغیرہ قسم کے الفاظ استعمال ہوں
اور کبھی الفاظ اگرچہ تاکید کے استعمال ہوتے ہیں لیکن قرینہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں تاکید
مقصود نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں ہے۔

یاایھا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ[۵۱] — اے ایمان والو جب تم آپس میں وقت مقرر تک ادھار کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا

اس آیت میں لفظ فاکتبوہ (لکھ لیا کرو) سے دین (ادھار) کی کتابت (لکھ لینے
کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ یہ امر کا صیغہ ہے لیکن اگلی آیت میں ہے۔

فان امن بعضکم بعضا فلیؤد الذی اؤتمن امانتہ[۵۲] — اگر ایک دوسرے پر اعتبار کرے تو چاہئے کہ شخص جس پر اعتبار کیا گیا ہے۔ امانت کو پورا ادا کر دے۔

اس سے ظاہر ہے کہ کتابت کے بغیر بھی کام چل جاتا ہے جبکہ ایک دوسرے پر اعتماد
ہو۔ یہ قرینہ ہے کہ صیغۂ امر (فاکتبوہ) میں تاکید مقصود نہیں ہے۔

مباح (۳) مباح وہ ہے جس میں فعل کے کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہو۔ یہ اختیار
الفاظ سے معلوم ہوتا ہے جیسے لا اثم علیہ (اس پر کوئی گناہ نہیں) یا لا جناح علیکم
(تمہارے اوپر کوئی گناہ نہیں) وغیرہ قسم کے الفاظ استعمال کئے جائیں اور کبھی الفاظ
اگرچہ وجوب کے ہوتے ہیں لیکن قرینہ فعل کے مباح ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے

واذا حللتم فاصطادوا[۵۳] — جب حلال ہو تو شکار کرو۔

ظاہر ہے کہ احرام سے حلال ہونے کے بعد شکار واجب نہیں صرف مباح ہے اگر

---

[۵۱] البقرہ ع ۳۹ - [۵۳] المائدہ ع ۱ -

صیغۂ امر سے عموماً وجوب ثابت ہوتا ہے۔

حرام | (۴) حرام وہ ہے جس میں کوئی فعل نہ کرنے کی تاکید ہو۔ کبھی خود الفاظ سے یہ تاکید معلوم ہوتی ہے جیسے اس قسم کے الفاظ استعمال ہوں حرمت علیکم (تمہارے اوپر حرام کی گئی ہیں) حرم ربکم (تمہارے رب نے حرام کیا) لا یحل لکم (تمہارے لئے حلال نہیں ہے) نہی کا صیغہ استعمال ہو۔ ولا تقربوا الزنا (زنا کے قریب مت جاؤ) بچنے کے لئے امر کا صیغہ استعمال ہو فاجتنبوہ (اس سے پرہیز کرو) اور کبھی الفاظ اگرچہ تاکید کے نہیں ہوتے لیکن فعل پر عذاب یا سزا کا ترتب ہوتا ہے جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے جیسے درج ذیل آیت میں تہمت لگانے کی حرمت کا ثبوت

والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا	جو لوگ پاکدامنہ عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں
باربعۃ شھداء فاجلدوھم ثمانین	پھر وہ چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی کوڑے
جلدۃ [1]	مارو۔

مکروہ | (۵) مکروہ۔ وہ ہے جس میں فعل نہ کرنا مطلوب ہو لیکن تاکید مقصود نہ ہو مثلاً اس قسم کے الفاظ ہوں۔ ان اللہ کرہ لکم کذا (اللہ نے فلاں بات تمہارے لئے مکروہ کی ہے) کان منہیا عنہ (اس سے روکا گیا ہے) لفظ نہی استعمال ہو لیکن قرینہ موجود ہو کہ یہ نہی حرمت کے لئے نہیں بلکہ کراہت کے لئے ہے۔ جیسے

لا تسألوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم [2] اے ایمان والو ایسی باتوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر وہ کھول دی جائیں تو

یہاں سوال کی حرمت نہیں بلکہ قرینہ کی بنا پر اس کی کراہت مراد ہے۔

احناف کے نزدیک مکروہ کی دو قسمیں ہیں۔

---

[1] النور ع ۱ ۔ [2] المائدہ ع ۱۴ ۔

(۱) مکروہ تحریمی اور

(۲) مکروہ تنزیہی۔ مکروہ تحریمی واجب کے مقابل ہے جس میں نہ کرنا دلیل ظنی سے ثابت ہو اور مکروہ تنزیہی مندوب کے مقابل ہے جس کی تعریف اوپر گذر چکی مکروہ تحریمی میں بھی نہ کرنے کی تاکید ہوتی ہے لیکن حرام کی نسبت سے کم ہوتی ہے۔ ان پانچوں قسموں کی بھی کئی کئی قسمیں ہیں۔ جن کی تفصیل اصول فقہ کی کتابوں میں دیکھنا چاہیے (۱)۔

اسی طرح عزیمت (حکم اصلی جس کے مخاطب سب لوگ ہیں) اور رخصت (وہ حکم جو اصلی پر عملدرآمد میں رکاوٹ کی وجہ سے قائم مقام بنا اور جس کے مخاطب وہی لوگ ہیں جن کو یہ رکاوٹ پیش آئی) کی بحث بھی وہیں دیکھنا چاہیے۔

(باقی)

نظرات (بقیہ صـ ۴)

آخر وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا یعنی پاکستان میں فوجی گورنمنٹ قائم ہوگئی، لیکن جنرل محمد ضیاء الحق نہایت معقول اور سنجیدہ شخص اور اس قسم کے دوسرے سابقہ فوجی حکمرانوں سے بالکل مختلف اور ممتیز معلوم ہوتے ہیں۔ انھوں نے پریس پر سنسر نہیں لگایا، آمدورفت پر پابندی نہیں لگائی اور اکتوبر میں الیکشن کا پختہ وعدہ کیا ہے اگر ایسا ہی ہوا تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ الیکشن بے غل وغش اور دیانت دارانہ ہونگے، مگر اسکے بعد کیا بھٹو پھر آئینگے؟ اگر وہ نہیں آئے تو متحدہ محاذ کا یہ اتحاد کیا پھر بھی باقی رہیگا ایک پارٹی دوسری پارٹی سے الگ ہو جائے گی، پھر گورنمنٹ کی تشکیل ہوگی تو اوس میں کس پارٹی کا دخل ہوگا اور یہ گورنمنٹ مستحکم ہوگی یا نہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب مستقبل ہی دیگا ـــ

---

(۱) حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو۔ علی بن ابی علی ابن محمد الآمدی۔ الاحکام فی اصول الاحکام۔ الاصل الثانی فی حقیقۃ الحکم الشرعی الخ و عبدالوہاب خلاف۔ علم اصول الفقہ۔ القسم الثانی فی الاحکام الشرعیہ۔